خطابِ جمعہ

سلسلہ نمبر 3

بعنوان

نکاح کا اسلامی طریقہ اور مسلمانوں کا طرزِ عمل

منجانب

آسان اور مسنون نکاح مہم

اصلاح معاشرہ کمیٹی آل انڈیا مسلم پرسنل لاء بورڈ کی جانب سے

نکاح کا اسلامی نظام اور مسلمانوں کا طرزِ عمل

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ، و الصلوۃ و السلام علی سیدنا مُحَمَّدٍ وَ عَلٰی اَھْلِہٖ و صحبہٖ اَجْمَعِیْن وَ مَنْ تَبِعَھُمْ بِاِحْسَانٍ اِلٰی یَوْمِ الدِّیْنِ أمّا بعد! فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ وَ مِنْ آیٰتِہٖ اَنْ خَلَقَ لَکُمْ مِنْ اَنْفُسِکُمْ اَزْوَاجاً لِتَسْکُنُوْا اِلَیْھَا وَ جَعَلَ بَیْنَکُمْ مَوَدَّۃً وَّ رَحْمَۃً صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ وَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ تُنْکَحُ الْمَرْأَۃُ لِاَرْبَعٍ لِمَالِھَا، وَلِحَسَبِھَا، وَلِجَمَالِھَا، وَلِدِیْنِھَا۔ فَاظْفَرْ بِذَاتِ الدِّیْنِ تَرِبَتْ یَدَاکَ (متفق علیہ، مشکوٰۃ کتاب النکاح)

انسانی رشتے سبھی اپنی اپنی جگہ بڑی اہمیت رکھتے ہیں لیکن سب سے پہلا رشتہ جو انسانوں کے درمیان قائم ہوا وہ میاں بیوی کا رشتہ تھا، اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے انسان حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا کیا، ان کو زمین پر بھیجنے سے پہلے کچھ عرصے کے لئے خاص مصلحت کے تحت جنت میں رکھا، جنت کے راحت و آرام اور وہاں کے سکون اور اس جگہ کی لذتوں کے باوجود حضرت آدم علیہ السلام نے ایک کمی محسوس کی، یہ رفاقت کی طلب اور ایک ساتھی کی خواہش دراصل انسانی فطرت کی پکار تھی۔ بارگاہِ الٰہی میں درخواست کی۔ درخواست منظور ہوئی......وَ خَلَقَ مِنْھَا زَوْجَھَا اور اُسی سے ان کا جوڑا بنایا، یہ جوڑا مرد کا مرد کی شکل میں نہیں بلکہ مرد کا جوڑا عورت کی شکل میں، یہ بھی انسانی فطرت کے عین مطابق تھا کہ مرد کی رفاقت کے لئے مرد کا جوڑا عورت ہوسکتی ہے۔ حضرت حوا کو حضرت آدم کا رفیق زندگی بنا کر، پہلا انسانی رشتہ میاں بیوی کا قائم ہوا۔ یہ جوڑا زمین پر آیا، ان کی اولادیں ہوئیں اور پھر نسلِ انسانی کا یہ سلسلہ چلتا رہا، جوڑے بنتے رہے، نسلیں پھیلتی رہیں اور قیامت تک یہ سلسلہ جاری رہے گا۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے اس کو اپنی ایک نشانی اور قابل قدر نعمت کے طور پر بیان فرمایا ہے: وَمِنْ آیٰتِہٖ اَنْ خَلَقَ لَکُمْ مِنْ اَنْفُسِکُمْ اَزْوَاجاً لِتَسْکُنُوْا اِلَیْھَا وَ جَعَلَ بَیْنَکُمْ مَوَدَّۃً وَّ رَحْمَۃً۔ (روم ۲۱) اور اس کی نشانیوں میں سے ایک یہ ہے کہ اس نے تمہاری ہی جنس سے بیویاں بنائیں تاکہ تم ان کے پاس سکون حاصل کرو اور تمہارے درمیان محبت و رحمت پیدا کردی۔

اسلام نے نکاح کے نظام کو بڑا مرتب، منظم اور مہذب کیا ہے، اس کی بنیادیں مضبوط کی ہیں اور اس کے نوک پلک سنوار کر اس مقدس اور پاکیزہ تعلق کو حسن و جمال دیا ہے۔ بڑی واضح ہدایات ہیں، مقاصد بالکل متعین ہیں جس میں ہر طرح کا رکھ رکھاؤ ہے قانونی بھی اور اخلاقی بھی، یہ بھی سمجھنا چاہئے کہ اسلام کی نظر میں نکاح کا تعلق صرف دنیاداری کا تعلق نہیں ہے بلکہ یہ خداپرستی کا بھی ذریعہ ہے کیوں کہ اسلام میں ترکِ دنیا کا کوئی تصور نہیں ہے۔ اس لئے ترکِ نکاح بھی بہتر نہیں ہے بلکہ حقیقت میں نکاح دین کی تکمیل ہے۔ جسم اور روح کی یہ طاقت ایک ''با مقصد عطیۂ خداوندی'' ہے اور اسے صحیح رخ پر اور ٹھیک حدوں میں پوری طرح کام کرنے کا موقعہ ملنا چاہئے۔

نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اَلنِّکَاحُ مِنْ سُنَّتِیْ فَمَنْ لَمْ یَعْمَلْ بِسُنَّتِیْ فَلَیْسَ مِنِّیْ (ابن ماجہ ابواب النکاح ص ۱۳۴) نکاح میری سنت ہے اور جس نے میری سنت پہ عمل نہیں کیا وہ میرا نہیں ہے۔ دوسری حدیث میں ارشاد ہے: اِذَا تَزَوَّجَ الْعَبْدُ فَقَدِ اسْتَکْمَلَ نِصْفَ الدِّیْنِ فَلْیَتَّقِ اللّٰہَ فِی النِّصْفِ الْبَاقِیْ (بیہقی مشکوٰۃ کتاب النکاح ص ۲۶۸) حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب بندہ نکاح کرلیتا ہے تو وہ اپنا آدھا دین پورا کرلیتا ہے بس باقی آدھے کے بارے میں بھی تقویٰ کی روش اختیار کرے۔

اسلام میں معاملۂ نکاح کی نوعیت دنیوی اور دینی دونوں پہلو لئے ہوئے ہے اس پہلو سے کہ وہ عاقل و بالغ افراد کے آزادانہ معاہدے کا نام ہے اس کی انجام دہی میں کسی مذہبی تقریب یا کسی مذہبی شخصیت کے واسطے کی ضرورت نہیں ہوتی اور اس لحاظ سے کہ اس سے پیدا ہونے والے نتائج اور حقوق و فرائض کا معاملہ آخرت پر نہیں چھوڑا جاتا، نکاح بظاہر ایک دنیوی معاملہ نظر آتا ہے مگر اس لحاظ سے کہ وہ ایک مطلوب و مشروع فعل ہے، سنت رسول ہے، کمال ایمان کے لوازم میں سے ہے اور نکاح کے نتیجے میں جو حقوق و فرائض عائد ہوتے ہیں وہ کسی دنیوی ادارے کے دیئے ہوئے نہیں ہیں بلکہ شریعت الٰہی کے مقرر کئے ہوئے ہیں، یہ ایک دینی معاملہ ہے، معاملۂ نکاح کے ان گوشوں کو سامنے رکھ کر علما نے نکاح کو ''عبادت'' قرار دیا ہے اور مجلس نکاح عبادت کی مجلس ہے۔ (فتح الباری جلد ۹، صفحہ ۸۶) اور عبادت بھی ایسی مسلسل کہ اس کا سلسلہ نکاح ہونے سے جو شروع ہوتا ہے تو جب تک یہ نکاح باقی رہتا ہے، دونوں کو عبادت کا اجر و ثواب ملتا رہتا ہے۔ کیسا مبارک ہے یہ تعلق کیسی مبارک ہے یہ شادی، کہ سکونِ قلب بھی ہے، رفاقت کی لذت بھی ہے اور آخرت کا اجر و ثواب بھی۔

نکاح کے مقاصد

کسی قانون کی صحیح اسپرٹ کو سمجھنے کے لئے اس قانون کے مقاصد کا سمجھنا ضروری ہے کیوں کہ قانون میں سب سے اہم چیز اس کا مقصد ہوتا ہے۔ مقصد کو پورا کرنے کے لئے اصول مقرر کئے جاتے ہیں اور اصولوں کے ماتحت احکام دیئے جاتے ہیں، اسلام میں نکاح کے مقاصد درج ذیل ہیں:

پہلا مقصد مرد وعورت کے اخلاق اور پاکیزگی کی حفاظت، یہ اسلام کی نگاہ میں نکاح کا اولین اور اہم ترین مقصد ہے کہ مرد وعورت دونوں کے اخلاق اوران کی عفت وعصمت کی پوری طرح حفاظت کی جائے۔ اسلامی قانون میں ناجائز تعلق حرام ہے اوراس کی سخت سزا ہے۔ اسلام مرد وعورت دونوں کو حکم دیتا ہے کہ وہ اپنے فطری تعلق اور نفسانی خواہش کوایسے ضابطے کا پابند بنائیں جوان کے اخلاق کو بے حیائی سے اور انسانی تمدن کوفساد سے محفوظ رکھ سکے۔

قرآن مجید میں نکاح کی تعبیر 'احصان' سے کی گئی ہے، احصان کے معنیٰ ہیں قلعہ بندی، نکاح کرنے والا مرد ''محصن'' یعنی قلعہ تعمیر کرنے والا ہے اور نکاح میں آنے والی عورت ''محصنہ'' یعنی اس قلعہ کی حفاظت میں آنے والی ہے۔ نکاح کا پہلا کام اس قلعہ کو مستحکم اور مضبوط کرنا ہے۔

نکاح کا دوسرا مقصد ہے نسل انسانی کی بقا اور اس کی افزائش، نسل انسانی کی بقا اور افزائش کے خدائی منصوبے کا ذریعہ مرد وعورت کا تعلق ہے، قرآن مجید میں فرمایا گیا ہے نِسَآئُکُمۡ حَرۡثٌ لَّکُمۡ فَاۡتُوۡا حَرۡثَکُمۡ اَنّٰی شِئۡتُمۡ وَ قَدِّمُوۡا لِاَنۡفُسِکُمۡ (بقرہ ۲۲۳) تمہاری عورتیں تمہاری کھیتیاں ہیں، تمہیں اختیار ہے جس طرح چاہو اپنی کھیتی میں جاؤ اور ''آگے کی تدبیر کرو اپنے واسطے'' اس جملہ کا ایک مفہوم تو یہ ہے کہ نسل انسانی میں اضافہ ہونا چاہئے تاکہ تمہارے دنیا چھوڑنے سے پہلے تمہاری جگہ لینے والے آجائیں۔ دوسرا مفہوم یہ ہے کہ اپنی آنے والی نسل کی تربیت اوران کے دین واخلاق کا خیال رکھو۔ والدین کی نااتفاقی کا اولاد پر برا اثر پڑتا ہے، اگران میں موافقت نہ ہوتو اولاد کی تربیت اور دیکھ بھال صحیح ڈھنگ سے نہ ہوسکے گی۔ نکاح کا تیسرا مقصد ہے سکون قلب اور مووت ورحمت، یعنی یہ رشتہ مرد وعورت کے درمیان دلی تعلق کی بنیاد بنے تاکہ دونوں کی گھریلو زندگی میں وہ راحت ومسرت اور سکون قلب حاصل ہو جو انسانی تمدن کو آگے بڑھانے کے لئے ان کو طاقت وقوت فراہم کرے۔ قرآن مجید میں اس رشتے کے تعلق سے اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے: هُنَّ لِبَاسٌ لَّكُمْ وَاَنْتُمْ لِبَاسٌ لَّهُنَّ وہ تمہارے لئے لباس ہیں اور تم ان کے لئے (بقرہ ۱۸۷) لباس جسم سے متصل رہتا ہے، پردہ پوشی بھی کرتا ہے اور راحت وآرام بھی دیتا ہے۔

نکاح کا چوتھا مقصد ہے دینی اور معاشرتی مصلحت، نکاح میں کبھی کوئی دینی مصلحت بھی ہوتی ہے جس کی بہترین مثال خود حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں ملتی ہے کیوں کہ آپ نے بہت سی شادیاں دین کے مسائل پہنچانے اور دعوتی نقطہ نظر سے کی ہیں۔ کبھی نکاح میں کوئی معاشرتی مصلحت بھی ہوتی ہے جیسا کہ قرآن مجید میں یتیموں کے بارے میں ارشاد ہوا ہے کہ یتیموں کے حقوق کی حفاظت کی ایک صورت یہ بھی ہے کہ اگران کی مائیں محرمات میں سے نہ ہوں توان سے نکاح کرلو۔

رشتہ طے ہوجانے کے بعد شادی کا معاملہ ہے، تاریخ طے کردی گئی، ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سامنے رکھیے، فرمایا: اَعْلِنُوْا هٰذَا النِّكَاحَ وَاجْعَلُوْهُ فِی الْمَسَاجِدِ نکاح کا اعلان کرو، اور مسجدوں میں نکاح کیا کرو۔ (مشکوٰۃ)

نکاح ایک با مقصد عبادت ہے اور نکاح کی مجلس عبادت کی مجلس ہے اور شاید اسی لئے عبادت کی جگہ ''مسجد'' نکاح کے لئے افضل ہے اور اگر جمعہ کا دن ہوتو اور بھی بہتر ہے کہ جمعہ کے دن کی فضیلت اور برکت اس پاکیزہ رشتے کو اور بابرکت بنادے گی۔ نکاح کی فضیلتیں اور یہ فوائد اسی وقت حاصل ہوتے ہیں جب نکاح کو مسنون طریقہ پر سادہ اور آسان انداز میں منعقد کیا جائے، چوں کہ نکاح ایک عبادت ہے اور ہماری عبادت کی انجام دہی میں ہمیں اس بات کا پابند کیا گیا ہے کہ ہم اسوۂ رسولؐ کی پیروی کریں، ہر مسلمان کی ذمہ داری ہے کہ نکاح کے سلسلے میں اسلامی ہدایات اور نبوی تعلیمات سے واقفیت حاصل کرے اوران کے مطابق نکاح کے امورانجام دے۔

نکاح کا پہلا مرحلہ شریکِ زندگی کا انتخاب

نکاح کا سب سے پہلا مرحلہ ہے شریکِ زندگی کا انتخاب، یہ سب سے مشکل اور سب سے اہم مرحلہ ہے، دوسرے رشتے جو نکاح کے نتیجے میں بنتے ہیں ان کے بنانے میں انسان کے اختیار کا دخل نہیں ہوتا وہ خود بخود بن جاتے ہیں، مگر شریکِ زندگی کے انتخاب میں ایک حد تک انسان کا بھی دخل ہے کہ کس کو اپنا ساتھی چنے؟

دولت، وجاہت، عزت ووقار، حسن وجمال، اور نیکی وشرافت، یہ سب ہی اچھی چیزیں ہیں، ان میں کشش بھی ہے، مگر ایک مومن کا نقطہ نظر اس معاملہ میں بھی مومنانہ ہونا چاہئے، آیئے ارشاد رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی آئینے میں دیکھتے ہیں: عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ تُنْكَحُ الْمَرْاَةُ لِاَرْبَعٍ لِمَالِهَا، وَلِحَسَبِهَا، وَلِجَمَالِهَا، وَلِدِیْنِهَا۔ فَاظْفُرْ بِذَاتِ الدِّیْنِ تَرِبَتْ یَدَاكَ (متفق علیہ، مشکوٰۃ کتاب النکاح)

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عورت سے چار چیزوں کو سامنے رکھ کر شادی کی جاتی ہے (۱) اس کے مال کو دیکھ کر (۲) اس کے بڑے خاندان کو دیکھ کر (۳) اس کی خوب صورتی کو سامنے رکھ کر (۴) اوراس کے دین کو دیکھ کر۔ تم دین دار عورت کو تلاش کرو تمہارا بھلا ہوگا۔ افسوس آج سیرت اور کردار کے بجائے خوبصورتی، مال ودولت، حسب ونسب کی بنیاد پر رشتہ طے کیا جاتا ہے جس کی وجہ سے بہت سارے دیندار اور بااخلاق لڑکے اور لڑکیاں اپنی غربت، چھوٹے خاندان اور رنگ وروپ میں کمی کی وجہ سے رشتۂ نکاح سے محروم رہ جاتے ہیں، غرض کہ آج مسلمانوں کا مزاج اوران کی سوچ رشتۂ نکاح کے سلسلہ میں بدل چکی ہے اور جب کسی سماج اور معاشرے میں سوچنے کا انداز بدل جاتا ہے اور دین واخلاق، نیکی وشرافت کے بجائے دوسری چیزیں عزت وذلت کا معیار بن جاتی ہیں تو سارا نظام درہم برہم ہوجاتا ہے' صالح قدریں' سوسائٹی کا سب سے بڑا سرمایہ ہیں۔ ان کی حفاظت کرنا ساری سوسائٹی کی ذمہ داری ہے۔ صالح معاشرہ کی بنیاد صالح خاندان اور صالح خاندان کی بنیاد' صالح جوڑا' ہے اس لئے خوب سوچ سمجھ کر قدم اٹھایئے ایک غلط قدم تباہی کا پیش خیمہ بن سکتا ہے، آپ کے لئے بھی اور معاشرے کے لئے بھی۔

شادی کارڈ کیسا ہو؟

نکاح کی اطلاع اور دعوت کے لئے اس زمانے میں ’’دعوتی کارڈ‘‘ کا استعمال ہے، کوئی حرج نہیں ہے مگر یہاں بھی شریعت کے مزاج کو سمجھئے کہ کیا کارڈ قیمتی اور شان دار ہونا بھی ضروری ہے، جتنا بڑھیا کارڈ اتنی بڑھیا شادی، یہ بھی ہم نے اپنی شان دکھانے کا ایک ذریعہ بنالیا، جائز جائز ہے مگر کس حد تک، اسراف اور بے جا خرچ کی حدیں بھی پہچانئے، اعتدال اور میانہ روی ہر قدم پر اچھی چیز ہے۔ خود آپ کے لئے بھی اور معاشرے کے لئے بھی، قیمتی کارڈ آپ کی اور آپ کی شادی کی قدر و قیمت میں اضافہ نہیں ہے بلکہ سچ تو یہ ہے کہ یہ اوچھاپن اور سطحی مزاج کو ظاہر کرتا ہے۔ اعلانِ نکاح اور شادی کارڈ کے سلسلے میں ایک پہلو دینی دعوت کا بھی نکل سکتا ہے اور یہ بڑا مبارک شادی کارڈ ہوگا اگر مختصر کم اور جامع عبارت میں نکاح کے اسلامی تصور کے اظہار کے لئے قرآن مجید کی کوئی آیت یا کوئی حدیث مع ترجمہ درج فرمادیں۔ اس کے ساتھ یہ آپ کی اپنی شناخت کا بھی ذریعہ ہے، اس کو اردو میں ضرور دیجئے، انگریزی، ہندی یا کسی مقامی زبان میں دینا ہو تو اردو کے ساتھ دیجئے۔

بارات کی رسم ختم کی جائے

اب آپ یہ طے کر لیجئے کہ چند آدمی وقت کی پابندی کے ساتھ لڑکی والوں کے یہاں پہنچیں گے کوئی حرج نہیں کہ آپ کی مناسب تواضع کی جائے مگر آپ اس میں سادگی اور اعتدال کا دامن نہ چھوڑیں، لڑکی والوں پر بار نہ ڈالیں یہ خود آپ کی بڑائی ہوگی۔ مناسب ہوگا کہ نکاح مسجد میں ہو، نمازیوں کو بھی شرکت کی دعوت دیجئے آپ کے بن بلائے مہمان رحمت کے وہ فرشتے ہوں گے جو مسجد میں آتے جاتے رہتے ہیں، عبادت کی اس مجلس میں وہ بھی یقیناً شریک ہوں گے اور ان کی شرکت کی برکت سے یہ بابرکت تعلق اور بابرکت ہوجائے گا۔ مسجد کے پاکیزہ ماحول میں یہ پاکیزہ تعلق بڑا مبارک ہے، سادگی اور بچت بھی ہے، نہ شامیانوں کی ضرورت نہ سجاوٹ کی، نہ کرسیوں کی نہ دوسرے سامان کی، سب کچھ مسجد میں موجود بلکہ لاؤڈ اسپیکر کی سہولت بھی اور رحمت کے فرشتوں کی شرکت بھی۔

دعوتِ ولیمہ کے متعلق ہدایات

نکاح کے بعد لڑکے والوں کی طرف سے دعوتِ ولیمہ دی جاتی ہے دعوت ولیمہ اس پاکیزہ تعلق پر اظہارِ مسرت ہے...... حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے۔ آپؐ نے خود بھی اپنی شادیوں میں ولیمے کی دعوت کی ہے اور اس کی ترغیب بھی دلائی ہے۔ فرمایا: اَوْلِمْ وَلَوْ بِشَاة (بخاری و مسلم، راوی حضرت انسؓ) ولیمہ کرو چاہے اس میں صرف ایک بکری ہی کیوں نہ ہو۔ دوسری جگہ ارشاد فرمایا: اِذَا دُعِ اَحَدُ کُمْ اِلَى الْوَلِيْمَةِ فَلْيَاتِهَا (بخاری و مسلم، راوی حضرت عبداللہ بن عمرؓ) (ترجمہ) جب تم میں سے کسی کو ولیمہ کی دعوت دی جائے تو وہ اس میں شرکت کرے۔ کیوں کہ دعوت قبول کرنے سے باہمی تعلق بڑھتا ہے اور ایک مضبوط معاشرہ بنتا ہے۔ مگر اس کے ساتھ ساتھ یہ بھی ہدایت ہے کہ یہ دعوتِ ولیمہ صرف امیر لوگوں کی شان دار پارٹی بن کر نہ رہ جائے فرمایا: شَرُّ الطَّعَامِ طَعَامُ الْوَلِيْمَةِ يُدْعَى لَهَا الْاَغْنِيَاءُ وَيُتْرَكُ الْفُقَرَاءُ (ترجمہ) سب سے برا کھانا ولیمے کی وہ دعوت ہے جس میں مال داروں کو بلایا جائے اور غریبوں کو نظر انداز کر دیا جائے۔ (بخاری و مسلم، راوی ابو ہریرہؓ)

اصل میں اسلام جس طرح کا معاشرہ بناتا ہے اس میں بنیادی حیثیت ’’نیکی اور تقویٰ‘‘ کی ہے نہ کہ دولت کی ہے کہ دولت مندوں کی یا اونچے لوگوں کی سوسائٹی عام مسلمانوں سے کوئی الگ ہو، یہاں تعلق کی بنیاد دولت اور عہدہ و منصب نہیں ہے بلکہ اخوت و مساوات کا پہلو زیادہ نمایاں ہے، اچھا معاشرہ وہ ہے جس میں عزت کا معیار دولت و ثروت کے بجائے انسان کا کردار و عمل بن جائے نہ کہ اس کا پیشہ اور دولت۔ غریب و امیر کے فرق کے بغیر ایک جیسے احترام و کردار کے ساتھ اپنی حیثیت کے موافق اظہار مسرت اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کی ادائیگی کے لئے سادگی کے ساتھ دعوت ولیمہ شادی کی خوشیوں میں سے ایک خوشی ہے۔

نکاح میں مہر کی حیثیت اور اہمیت

نکاح جو عورت اور مرد کے درمیان ایک باعزت خدائی معاہدہ ہے اس کا ایک لازمی جز مہر ہے۔ مہر کی شرعی طور پر اتنی اہمیت ہے کہ اگر میاں بیوی دونوں مل کر اس کو ساقط کرنا چاہیں اور یہ طے کرلیں کہ ہم نہ لیں گے اور نہ دیں گے تو وہ ایسا نہیں کر سکتے، عورت کا اپنی خوشی سے معاف کر دینا دوسری بات ہے کہ وہ اپنا حق معاف کر سکتی ہے لیکن اس حیثیت سے کہ زوجین کا اس کے اسقاط پر راضی ہوجانا کہ ہم مہر نہ لیں گے نہ دیں گے جائز نہیں ہے۔ مہر عبادت کے مشابہ ہے۔ شریعت نے مہر کی کم سے کم مقدار بتادی ہے اور اس سے اوپر کتنا مہر ہو یہ شوہر کی حیثیت اور اس کی استطاعت پر چھوڑ دیا ہے، مہر کی کم سے کم مقدار دس درہم ہے۔ ایک حدیث میں حضرت جابرؓ بن عبداللہ ؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لَا مَهْرَ دُوْنَ عَشْرَةِ دَرَاهِمَ مہر دس درہم سے کم نہ ہو۔ دس درہم کی دو تولہ ساڑھے سات ماشہ چاندی بنتی ہے۔ گرام کے حساب سے تیس گرام چھ سو اٹھارہ ملی گرام۔ اصل میں مہر شوہر کی حیثیت اور عورت کے معیار زندگی دونوں کا لحاظ رکھتے ہوئے اتنا ہونا چاہئے جس کو شوہر ذرا تکلف سے ادا کر سکے۔ مہر کے معاملے میں بھی اسلامی شریعت نے دوسرے معاملات کی طرح اعتدال اور توازن کا ایسا راستہ اختیار کیا ہے کہ مہر نہ تو بہت ہی معمولی ہو اور نہ اتنا زیادہ ہو کہ اس کو ادا نہ کیا جا سکے۔

یہ ہے نکاح کا اسلامی نظام جس کی پیروی کے نتیجے میں نکاح کی خیر اور برکتیں حاصل ہوتی ہیں اور معاشرے میں نکاح آسان ہو جاتا ہے، اگر اس پاکیزہ اور آسان

نظام کو چھوڑ کر بیجا رسوم ورواج کو اختیار کیا جائے تو پھر معاشرے میں نکاح مشکل ہوجاتا ہے، اور زنا کے راستے آسان ہوجاتے ہیں، افسوس کہ اسلام کے دیئے گئے صاف وشفاف اور پاکیزہ نظام کے بجائے مسلمان آج طرح طرح کی رسموں میں الجھے ہوئے ہیں۔ آج جہیز کی رسم کی وجہ سے ہزاروں لڑکیاں بغیر شادی کے بیٹھی ہوئی ہیں، یہ مسلم معاشرہ کے لیے شرمندگی کی بات ہے، جہیز کے ساتھ ہی بارات کی رسم مسلمانوں کے یہاں شادی کا جزو بن گئی ہے، اکثر بارات کی جو تعداد طے کی جاتی ہے اس سے زیادہ باراتی پہونچتے ہیں، شریعت، شرافت اور ضمیر تینوں کی عدالت یہ فیصلہ کرتی ہے کہ یہ کھانا درست نہیں، بعض علاقہ میں نکاح سے پہلے منگنی کی رسم اور نکاح کے بعد چوتھی کی رسم ہوتی ہے، اس میں بھی بارات ہی کی طرح بڑی تعداد میں لڑکی والوں کے گھر مہمان بن کر جاتے ہیں اور ان سے فرمائشی کھانا کھاتے ہیں، اس کے علاوہ بہت ساری جگہوں پر اسراف اور فضول خرچی بھی کی جاتی ہے، بارات کے موقع پر آتش بازی اور ویڈیوگرافی کی جاتی ہے، یہاں تک کہ فوٹو گرافر خواتین کے مجمع میں جا کر دلہن کا فوٹو کھینچتا ہے، یہ کیسی بے حیائی اور گناہ کی بات ہے، اب تو ویڈیو شوٹنگ کا سلسلہ چل پڑا ہے اور بہت سارے شادیوں میں باضابطہ اسکرین پر دولہا اور دولہن کو دکھایا جاتا ہے، اس طرح علی الاعلان بے پردگی، مرد وزن کا اختلاط اور بدنگاہی کے گناہ کا ارتکاب کیا جاتا ہے، یہ سارے اعمال اور یہ ساری رسمیں درست نہیں، اسلام نے تو نکاح میں محض لڑکے کے اوپر مہر کی ادائیگی لازم کی ہے اور دعوت ولیمہ کو اس کے لیے سنت قرار دیا ہے، رہی بات لڑکی والوں کی تو ان پر کوئی خرچ عائد نہیں کیا ہے، جب کہ لڑکے کو حکم دیا ہے کہ وہ اپنی استطاعت کے مطابق نکاح کے بعد ولیمہ کرے، ہندوستانی سماج میں غیر مسلموں کے زیر اثر ہم مسلمانوں نے سنت کو بدعت میں تبدیل کر دیا ہے۔

بعض علاقوں میں جہیز کے علاوہ لڑکی والوں سے نقد رقم کا مطالبہ ہوتا ہے، لڑکے کی مالی تعلیمی اور سماجی حیثیت کے مطابق رقم ادا کی جاتی ہے، ایسا کرنا صریح گناہ اور ظلم و زیادتی ہے، بعض حضرات نقد رقم کا مطالبہ نہیں کرتے مگر امید کے مطابق لڑکی والوں سے رقم لے لیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم نے مانگا نہیں خوشی سے دیا گیا ہے، یاد رکھیے یہ وہی تاویل ہے جو یہودیوں نے مچھلی کے شکار کے لیے کی تھی، شریعت کی نظر میں جو چیز معروف ہوجائے یعنی رواج پا جائے اس پر عمل کرنا ایسا ہی ہے جیسے شرط لگادی گئی ہو، نقد رقم لڑکی والوں سے لینا خواہ مانگے یا بلا مانگے دونوں دونوں ناجائز ہیں۔

آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ کی اصلاح معاشرہ کمیٹی ان دنوں نکاح کو سادہ اور آسان بنانے اور شادی بیاہ میں شامل ہوچکی بیجا رسوم ورواج کو مٹانے کے لیے دوبارہ سرگرم عمل ہوچکی ہے، اصلاح معاشرہ کمیٹی کے افراد ملک بھر میں اس مہم کے تحت مختلف انداز میں اصلاحی کوششوں میں مشغول ہیں اور نکاح کو سادگی کے ساتھ انجام دینے کی برکت اور بیجا رسوم ورواج کے نقصان کو واضح کر کے عام مسلمانوں کی ذہن سازی کر رہے ہیں، اس موضوع پر نماز جمعہ سے قبل اور مختلف پروگراموں میں علمائے کرام کے بیانات بھی ہو رہے ہیں، الحمدللہ! اب تک کی گئی کوششوں کے حوصلہ افزا نتائج سامنے آئے ہیں، اور بڑی تعداد میں عام مسلمانوں اور سماج کے سرکردہ اور ذمہ دار افراد اس بات کا عزم کر چکے ہیں کہ وہ نکاح کی تقریب کو آسان بنانے کی کوشش کریں گے، بہت سارے نوجوانوں نے بھی یہ ارادہ کیا ہے کہ وہ جہیز کے لین دین کے بغیر نکاح کریں گے۔ اگر تمام مسلمان بھائی اور بہنیں یہ عزم کرلیں اور اس مہم سے جڑ جائیں تو معاشرے میں نکاح آسان ہوجائے، بیجا رسوم ورواج کا خاتمہ ہو اور اپنے گھروں میں بن بیاہی بیٹھی ہوئی ہزاروں بیٹیوں اور بہنوں کو ازدواجی زندگی نصیب ہوجائے، آپ تمام حضرات سے گزارش ہے کہ اس بات کا عزم کریں کہ آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے آپ خود بھی اپنے خاندانوں میں نکاح کی تقریب کو سادگی کے ساتھ منعقد کریں گے اور دوسرے مسلمان بھائیوں کو بھی اس بات کی ترغیب دیں گے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے رسول ﷺ کی سنتوں پر چلنے کی توفیق دے۔ (آمین)

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

☆......☆......☆